التقریظ والانتقاد

عورت اور اسلامی تعلیم[1]

از

(جناب مولانا ابو سلمہ شفیع احمد البہاری استاذ مدرسہ عالیہ کلکتہ)

عرب قبل از اسلام ظلمت کدۂ جہل تھا اور اس کا اثر زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں تھا "جنس لطیف" اور "صنف نازک" جو سکون وطمانیت اور مودت ورحمت کا باعث اور قوموں، ملکوں کی ترقی میں اہم کردار کی مالک ہے اس کی کوئی قیمت نہیں تھی بلکہ بے رحم والدین قساوۂ قلبی سے اپنے ہاتھوں قتل اولاد اور وأد بنات تک کے عادی ہو چکے تھے، جب اس کا خاندان اور قبیلہ میں کوئی احترام نہیں تھا تو سوسائٹی میں اس کی حیثیت نقطہ کی نہ ہوتی تو اور کیا ہوتی؟ وہ سارے حقوق سے محروم کر دی گئی تھی، وراثت کی وہ مستحق نہیں تھی، عقد ثانی سے وہ محروم اور اپنے مال و دولت پر مالکانہ تصرف کا اختیار حاصل نہیں لیکن اسلام کی یہ ضیار گستری تھی کہ عرب کے ذروں کو چمکایا اور اس کے اقطار و اطلال کو منور کیا اور اس گری ہوئی متاع کو مردوں کے مقابل لاکھڑا کیا اور اس کی نظر میں مرد و عورت دونوں کی حیثیت یکساں قرار پائی اس نے صاف صاف اعلان کیا کہ

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ	مرد اور عورت جو بھی نیک کام کرے گا۔ دراں حالیکہ وہ مومن ہو تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا ظلم نہیں کیا جائے گا۔

[1] از جناب مالک رام صاحب ایم۔ اے۔ ضخامت ۱۹۱ صفحات قیمت تین روپیہ پتہ:۔ نگار بک ڈپو لکھنؤ (۲) مکتبہ جامعہ اردو بازار جامع مسجد دہلی

نقیرا الآیہ اور

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً الخ

مرد و عورت جو بھی نیک کام کرے گا در آں حالیکہ وہ مومن ہو۔ ہم بے شبہ اس کو بہتر زندگی بخشیں گے

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہوا

فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ الآیہ

ان کے رب نے ان کی یہ دعا منظور کر لی کہ میں تم میں سے کسی مرد یا عورت کا عمل ضایع نہیں کروں گا۔

شریعت غرا نے نہ صرف سلبی پہلو اختیار کر کے اسے ان مصائب سے نجات دی بلکہ ایسے حقوق بھی عطا کئے جس سے اس کی حیثیت حاکمہ اور راعیہ کی ہو گئی چنانچہ فرمایا گیا

والمرأۃ راعیۃ علی بیت زوجھا عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکمہ ہے۔

(البخاری)

لیکن یورپ اس بیسویں صدی میں ان عطا کردہ حقوق کا مذاق اڑا رہا ہے اس باب میں اسلامی تعلیمات کو ناکافی سمجھے ہوئے ہے۔

اس بنا پر بڑی ضرورت تھی کہ اس "کمزور طبقہ" کے اسلامی حقوق کو جمع کیا جاتا خوشی کی بات ہے جناب مالک رام صاحب ام، اے نے جو غالبیات کے ماہر اور اردو زبان کے نامور ادیب و محقق ہونے کی حیثیت سے علمی و ادبی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں اس طرف توجہ مبذول کی اور اس کمی کو پورا کیا اور زیر نظر تالیف کے ذریعہ عورت کی زندگی کے جتنے پہلو ہو سکتے ہیں ان سب کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اجاگر کیا۔

یہ مضمون پہلی مرتبہ اب سے تیرہ چودہ سال پہلے لکھا گیا تھا لیکن لایق مصنف چوں کہ اس زمانہ میں بیشتر ہندوستان سے باہر رہے اس لئے اس کی اشاعت کا انتظام نہ کر سکے اور اس اثنا میں مزید مطالعہ بھی جاری رہا اور معلومات میں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ اس میں

تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی اور پورا مضمون از سرِ نو لکھا گیا۔

انھوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس التزام کے ساتھ کہ اپنے سامنے صرف قرآن مجید اور اس کی تائید میں احادیث معتبرہ ہی کو سامنے رکھا ہے تاکہ اسے کوئی شخص محض واہی چیز یا تاریخی تحریف نہ کہہ سکے،

کتاب پانچ بابوں پر منقسم ہے ہر باب میں مختلف ذیلی عنوانات ہیں، پہلے باب میں بیٹی ہونے کی حیثیت دوسرے میں بیوی، تیسرے میں ماں، چوتھے میں مطلقہ وبیوہ۔ اور پانچویں باب میں وارثہ کی حیثیت سے اسلامی تعلیمات کو نمایاں کیا گیا ہے۔

مجموعی حیثیت سے یہ کتاب مفید، پراز معلومات اور لائقِ مطالعہ ہے، پڑھنے کے بعد مؤلف کی تلاش وتحقیق اور علمی ذوق وشوق کا پورا اندازہ ہوتا ہے طرز بیان سنجیدہ اور متین ہے زبان صاف وسلیس ہے، اختلافی مسائل میں محتاط قلم جادۂ اعتدال سے نہیں ہٹا ہے البتہ بعض باتیں سرسری طور پر کھٹکیں جن کی نشان دہی ذیل میں کی جاتی ہے۔

(۱) تمام مضمون میں قرآن کے حوالوں کی یہ صورت ہے کہ سورت کا نام اس کا مقام اور آیت کا نمبر تینوں (ان کے دعوی کے مطابق) دئے گئے ہیں اور اس مقصد کے پیش نظر مصری چھاپے کا قرآن سامنے رکھا ہے حاشیہ میں مصری چھاپے کا قرآن رکھے جانے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ

> ہندوستانی چھاپے کے قرآن میں بالعموم آیتوں کے نمبر نہیں ہوتے آپ مصری چھاپے کا قرآن اٹھا لیجئے آپ کو حوالہ نکالنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی (ص ا حاشیہ ۳)

لیکن خط کشیدہ الفاظ سے راقم الحروف کو اتفاق نہیں بلکہ اس کے برعکس ہندوستانی چھاپے کے ہر قرآن میں آیتوں کے نمبر ہوتے ہیں البتہ "تجرید قرآن" کے باعث حومتن میں نہیں بلکہ حاشیہ میں رکوع کے اوپر، نیچے اور وسط میں اس طرح ع ۱۴ نمبر ہوتے ہیں۔ اوپر کا نمبر سورة کے رکوع اور بیچ کا نمبر بین الرکوعین آیت اور نیچے کا پارہ کی رکوع کو ظاہر کرتا ہے مصنف نے پہلی

جگہ ص ۳ پر آیت کا حوالہ اس طرح دیا ہے (النحل ۱۶-۵۸-۵۹) اس کو ہندوستانی مطبع کے لحاظ سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ النحل ۱۶ اور کوع ۷ آیت ۸-۹ اور یوں بھی ادا کیا جا سکتا ہے کہ پارہ ۱۴ رکوع ۱۳ آیت ۸-۹ اور اگر تھوڑی سی تکلیف برداشت کی جائے تو بیچ کے نمبرات کو جمع کر کے مصری چھاپے کی طرح حوالہ دیا جا سکتا ہے مگر اس میں تکلف ہے۔

(۲) قتل اولاد کے سلسلہ میں لکھتے لکھتے یہ بھی لکھ گئے کہ

حضرۃ مریم صدیقہ کی والدہ نے بھی اپنے یہاں لڑکی کی پیدائش پر اظہار افسوس کیا تھا وہ چاہتی تھیں کہ لڑکا پیدا ہوتا جو ساری عمر دین کی خدمت کرتا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اللہ اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثی	اللہ اس لڑکی کے متعلق جو اس نے جنی ہے بہتر جانتا ہے کہ وہ آگے چل کر کیا بننے والی ہے حالانکہ اس کی ماں کا یہی خیال ہے کہ لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا بلکہ اس سے بہتر ہوتا ہے۔

اس رسم بد کے سلسلہ میں حضرت مریم صدیقہؑ کی والدہ کا نام لینا نہیں بجا تھا اور حق یہ ہے کہ اس واقعہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ع گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر۔ نیز آیت کا ترجمہ بھی صاف نہیں ہے لیس الذکر کالانثی واللہ اعلم بما وضعت کا بیان ہے یعنی لیس الذکر الذی طلبت کالانثی التی وھبت لھا (کشاف)

اس صورت میں اس کا یہ مطلب ہوگا کہ

اس لڑکی کی قدر و قیمت کو خدا ہی جانتا ہے جس طرح کے بیٹے کی اسے خواہش تھی وہ اس بیٹی کو کہاں پہنچ سکتا تھا یہ بیٹی بذات خود مبارک و مسعود ہے اور اس کے وجود میں ایک عظیم الشان مبارک و مسعود بیٹے کا وجود منطوی ہے (فوائد شبیریہ)

(باقی آئندہ)